شانِ حافظِ ملّت رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه

صفحات 17

- دادا حضور کی پیشن گوئی 01
- وقت کی پابندی 07
- گرتی ہوئی چھت کو روک دیا 13
- حافظِ ملّت کا مقام علمائے کرام کی نظر میں 16

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

شانِ حافظِ مِلّت رَحْمَةُ اللہ عَلَيْه

دُعائے عطّار

یا اللہ پاک! جو کوئی 17 صفحات کا رسالہ "شانِ حافظِ مِلّت رَحْمَةُ اللہ عَلَيْه" پڑھ یا سُن لے اُس کو اپنے نیک بندے حافظِ مِلّت رَحْمَةُ اللہ عَلَيْه کی برکتیں عطا کر اور اس کی بے حساب بخشش فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دُرود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بَرکت نشان ہے: مجھ پر دُرود شریف پڑھ کر اپنی مجالس کو آراستہ کرو کہ تمہارا دُرودِ پاک پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لیے نُور ہو گا۔ (فردوسُ الاخبار، ج ١ص ٤٢٢حدیث ٣١٤٩، دارالفکر بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، قائدِ قوم وملّت، مُقتدائے اہلِ سُنَّت، استاذُ العلما، حضور حافظِ مِلّت حضرت علامہ مولانا شاہ عبد العزیز مُحدِّث مراد آبادی رَحْمَةُ اللہِ عَلَيْه کا نام "عبد العزیز" اور لقب "حافظِ مِلّت" ہے جبکہ سلسلۂ نسب عبد العزیز بن حافظ غلام نور بن مولانا عبد الرحیم رَحْمَةُ اللہِ عَلَيْهِم ہے۔

ولادتِ باسعادت

آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَيْه نے ١٣١٢ھ بمطابق 1894ء قَصبہ بھوجپور (ضلع مراد آباد، یوپی ہند) میں بروز پیر صُبح کے وَقت اس عالَمِ رنگ وبو میں جلوہ فرمایا۔

دادا حُضور کی پیشن گوئی

آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَيْه کے دادا مولانا عبد الرحیم رَحْمَةُ اللہِ عَلَيْه نے دہلی کے مشہور مُحدِّث

شاہ عبد العزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نسبت سے آپ کا نام عبد العزیز رکھا تاکہ میرا یہ بچّہ بھی عالمِ دین بنے۔ (مختصر سوانح حافظ ملت ص۱۸ بتغیر، وغیرہ، المجمع الاسلامی مبارکپور ہند)

والد ماجد کی خواہش

ابّوجان حضرت حافظ غلام نور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شروع سے یہی تمنّا تھی کہ آپ ایک عالمِ دین کی حیثیت سے دینِ متین کی خدمت سرانجام دیں، لہٰذا بھوجپور میں جب بھی کوئی بڑے عالم یا شیخ تشریف لاتے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے صاحبزادے حضور حافظِ ملّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ان کے پاس لے جاتے اور عرض کرتے: حضور! میرے اس بچّے کے لیے دعا فرمادیں۔ (حیات حافظ ملت ص۵۳ ملخصاً، المجمع الاسلامی مبارکپور ہند)

حافظِ ملّت کے والدین

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ابّوجان احکامِ شرع کے پابند، مُتَّبِعِ سنّت، باعمل حافِظ اور عاشقِ قرآن تھے۔ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے قرآنِ مجید کی تلاوت زَبان پر جاری رہتی، حِفْظِ قرآن اس قدر مضبوط تھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "بڑے حافظ جی" کے لقب سے مشہور تھے، بچّوں کی عمر سات سال ہوتے ہی انہیں نَماز روزے کی تاکید کرتے تھے۔ کوئی ملنے آتا تو خُوب مہمان نوازی کیا کرتے، اگر مہمان نَماز کا پابند ہوتا تو رات ٹھہرا لیتے ورنہ صرف کھانا کھلا کر رخصت کر دیتے، جب حج و زیارت سے مُشرّف ہوئے اور واپسی پر اَخراجات ختم ہوگئے تو کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا بلکہ محنت مزدوری کرکے اخراجات جمع کئے اور 9 ماہ بعد تشریف لائے۔ تقریباً 100 سال عمر پاکر اس دارِ فانی سے عالَمِ جاودانی (یعنی اس فانی دنیا سے ہمیشگی والے عالَم) کی طرف کوچ کرگئے۔ (حیات حافظ ملت ص۵۴ ملخصاً)

آپ کی امّی جان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا نَماز روزے کی بڑی پابندی فرماتیں۔ مسلمانوں کی

خَیرُ خواہی اور ایثار کا ایسا جذبہ عطا ہوا تھا کہ گھر میں غُربت ہونے کے باوُجود پڑوسیوں کا بہت خیال رکھا کرتیں، اکثر اپنا کھانا ایک بیوہ پڑوسن کو کھلا دیتیں اور خود بھوکی رہ جاتیں۔ (حیاتِ حافظِ ملت ص ۵۵ ملخصاً)

اِبتدائی تعلیم اور حفظِ قرآن

حُضُور حافظِ مِلّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ابتدائی تعلیم ناظرہ اور حفظِ قرآن کی تکمیل ابّو جان حافظ غلام نور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کی۔ اس کے علاوہ اُردو کی چار جماعتیں وطنِ عزیز بھوجپور میں پڑھیں، جبکہ فارسی کی اِبتدائی کتب بھوجپور اور پیپل سانہ (ضلع مُرادآباد) سے پڑھ کر گھریلو مسائل کی وجہ سے سلسلۂ تعلیم موقوف کیا اور پھر قصبہ بھوجپور میں ہی مدرسہ حفظُ القرآن میں مُدرِّس اور بڑی مسجِد میں اِمامت کے فرائض سَرانجام دیئے۔ (مختصر سوانح حافظِ ملت، ص ۲۲ ملخصاً)

حافظِ مِلّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ۱۳۳۹ھ کو تقریباً 27 سال کی عمر میں "جامعہ نعیمیہ" مُراد آباد میں داخِلہ لے لیا اور تین سال تک تعلیم حاصل کی۔ مگر اب علم کی پیاس شدّت اختیار کر چکی تھی جسے بجھانے کے لیے کسی علمی سمندر کی تلاش تھی۔ (مختصر سوانح حافظ ملت ص ۲۴ ملخصاً وغیرہ)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! تحصیلِ علم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں، یقیناً عِلْمِ دین حاصل کرنا خوش نصیبوں کا حصّہ ہے، اگر ممکن ہو تو درسِ نظامی (عالم کورس) میں داخلہ لے کر خلوصِ نیت کے ساتھ علمِ دین حاصل کیجئے اور اس کی خوب خوب بر کتیں لوٹئے۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنّتوں بھرے مَدَنی قافلوں میں سفر کیجئے کہ یہ بھی عِلْمِ دین حاصل کرنے اور بے شمار بَرَکتیں پانے کا ذریعہ ہے۔ آیئے! علمِ دین کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ایک حدیثِ پاک سنئے اور حُصُولِ علمِ دین میں مشغول ہو جایئے۔

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کا فرمانِ عالیشان ہے: جو علم حاصل کرے اور اسے پا بھی لے تو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے اور جو نہ پاسکے اس کے لئے ایک ثواب ہے۔** (مشکاۃ المصابیح ج۱ص۶۸حدیث۲۵۳،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

مفسرِ شہیر حکیمُ الاُمّت حضرت مُفتی احمد یار خان نعیمی رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ دوہرے ثواب کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک عِلْم طلب کرنے کا، دوسرا پالینے کا، کیونکہ یہ دونوں عبادتیں ہیں اور ایک ثواب کی وضاحت میں ارشاد فرماتے ہیں: یا تو زمانۂ طالبِ عِلمی میں مر جائے (کہ) تکمیل کا موقعہ نہ ملے یا اس کا ذِہن کام نہ کرے مگر وہ لگا رہے تب بھی ثواب پائے گا۔ (مراٰۃ المناجیح ج۱ص۲۱۸،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

صدرُالشریعہ کی شَفقت

شوالُ المکرم ۱۳۴۲ھ میں حافظِ مِلّت رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنے چند ہم اَسباق دوستوں کے ساتھ اجمیر شریف پہنچے، ان میں امامُ النحو حضرت علّامہ غلام جیلانی میر ٹھی رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی شامل تھے۔ چنانچہ صدرُ الشریعہ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے سب کو جامعہ مُعینیہ میں داخِلہ دلوا دیا، تمام درسی کتابیں دیگر مُدرِّسین پر تقسیم ہوگئیں مگر حضرت صدرُ الشریعہ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ازراہِ شفقت اپنی مصروفیات سے فارغ ہو کر تہذیب اور اُصولُ الشّاشی کا درس دیا کرتے۔ عِلْمِ مَنْطِق کی کتاب "حَمْدُ اللہ" تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد حافظِ مِلّت رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے معاشی پریشانی اور ذاتی مصروفیت کی وجہ سے مزید تعلیم جاری نہ رکھنے کا ارادہ کیا اور دورۂ حدیث شریف پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت صدرُ الشریعہ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے شفقت سے فرمایا: آسمان زمین بن سکتا ہے، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے، لیکن آپ کی ایک کتاب بھی رہ جائے ایسا ممکن نہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنا ارادہ مُلتوی کیا اور پوری دِلجمعی

کے ساتھ صدرُ الشریعہ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خدمت میں رہ کر مَنازِلِ علم طے کرتے رہے، بالآخر استادِ محترم قبلہ صدرُ الشریعہ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی نگاہِ فیض سے ۱۳۵۱ھ مطابق 1932ء میں دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف سے دورۂ حدیث مکمل کیا اور دستار بندی ہوئی۔
(حافظ ملت نمبر ص ۲۳۲ ملخصاً وغیرہ)

مبارک پور میں آمد

آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ۲۹ شَوَّالُ الْمُکَرَّم ۱۳۵۲ھ مطابق 14 جنوری 1934ء کو مبارکپور پہنچے اور مدرسہ اشرفیہ مِصباحُ العلوم (واقع محلّہ پرانی بستی) میں تدریسی خدمات میں مصروف ہوگئے۔ ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے طرزِ تدریس اور علم و عمل کے چرچے عام ہوگئے اور تِشنگانِ علم کا ایک سیلاب اُمنڈ آیا جس کی وجہ سے مدرسے میں جگہ کم پڑنے لگی اور ایک بڑی درسگاہ کی ضَرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اپنی جِدّو جُہد سے ۱۳۵۳ھ میں دنیائے اسلام کی ایک عظیم درسگاہ (دارُ العلوم) کی تعمیر کا آغاز گولہ بازار میں فرمایا جس کا نام سلطانُ التارکین حضرت مخدوم سَیِّد اشرف جہانگیر سمنانی رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی نسبت سے ''دارُ العُلوم اشرفیہ مصباحُ العلوم'' رکھا گیا۔ (سوانح حافظ ملت ص ۳۹ تا ۴۰، وغیرہ)

حضور حافظِ مِلّت رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ شوال ۱۳۶۱ھ میں کچھ مسائل کی بنا پر اِسْتِعْفا دے کر جامعہ عَربیہ ناگپور تشریف لے گئے، چونکہ آپ مالیات کی فَراہمی اور تعلیمی اُمور میں بڑی مہارت رکھتے تھے، لہٰذا آپ کے دارُ العلوم اَشْرفیہ سے چلے جانے کے بعد وہاں کی تعلیمی اور معاشی حالت اِنتہائی خَستہ ہوگئی تو حضرت صدرُ الشریعہ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے حکمِ خاص پر ۱۳۶۲ھ میں ناگپور سے اِسْتِعْفا دے کر دوبارہ مُبارکپور تشریف لے آئے اور تادمِ حیات دارُ العلوم اَشرفیہ مُبارکپور سے وابستہ رہ کر تدریسی و دینی خدمات

کی انجام دہی میں مشغول رہے۔ حافظِ مِلّت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی کوششوں سے مُفتیٔ اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے دستِ مبارک سے ۱۳۹۲ھ بمطابق 1972ء میں مبارک پور میں وسیع قطعِ اَرض (یعنی زمین کے ایک بڑے حصّے) پر الجامعۃُ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ (حیات حافظ ملت ص ۶۵۰ تا ۷۰۰، ملتقطاً)

اُستاد کا ادب

حافظِ مِلّت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه حضور صدرُ الشریعہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی بارگاہ میں ہمیشہ دو زانو بیٹھا کرتے، اگر صدرُ الشریعہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ضرورتاً کمرے سے باہر تشریف لے جاتے تو طلبہ کھڑے ہو جاتے، اوران کے جانے کے بعد بیٹھ جاتے اور جب واپس تشریف لاتے تو ادباً دوبارہ کھڑے ہوتے لیکن حافظِ مِلّت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اس پورے وقفے میں کھڑے ہی رہتے اور حضرت صدرُ الشریعہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے مَسْنَدِ تدریس پر تشریف فرما ہونے کے بعد ہی بیٹھا کرتے۔ (حیات حافظ ملت ص ۷۰ ملخصاً)

کتابوں کا ادب

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه قیام گاہ پر ہوتے یا درس گاہ میں، کبھی کوئی کتاب لیٹ کر یا ٹیک لگا کر نہ پڑھتے نہ پڑھاتے بلکہ تکیہ یا تپائی (ڈیسک) پر رکھ لیتے، قیام گاہ سے مدرسہ یا مدرسے سے قیام گاہ کبھی کوئی کتاب لے جانی ہوتی تو داہنے ہاتھ میں لے کر سینے سے لگا لیتے، کسی طالبِ عِلْم کو دیکھتے کہ کتاب ہاتھ میں لٹکا کر چل رہا ہے تو فرماتے: کتاب جب سینے سے لگائی جائے گی تو سینے میں اترے گی اور جب کتاب کو سینے سے دور رکھا جائے گا تو کتاب بھی سینے سے دور ہو گی۔ (حیات حافظ ملت ص ۶۶ بتغیر)

قرآنِ پاک کا ادب

ایک مرتبہ چھٹی کے بعد کئی طلبہ دارُ العلوم اہلسنّت اَشرفیہ کی سیڑھیوں کے

پاس حضور حافظِ ملّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زیارت وملاقات کے لئے منتظر کھڑے تھے،آپ تشریف لائے تو سب طلبہ پاسِ اَدب (اَدب کا خیال) رکھتے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔اچانک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک طالبِ علم سے فرمایا: آپ آگے آگے چلیں۔یہ سن کر وہ طالبِ علم جھجکے تو فرمایا: آپ کے پاس قرآن شریف ہے،اس لئے آگے چلنے کو کہہ رہا ہوں۔ (حیات حافظ ملت ص ٦٦)

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے　　　اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

(وسائلِ بخشش، ص ۱۹۳، مکتبۃ المدینہ کراچی)

طَلَبہ پر شفقت

حضور حافظِ ملّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ علمِ دین کے طلب گاروں سے بے پناہ مَحَبَّت فرمایا کرتے تھے، طلبہ کو کسی غلطی پر مدرسے سے نکال دینے کو سخت ناپسند کرتے اور فرماتے: مدرسے سے طلبہ کا اِخراج (یعنی نکال دینا) بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی باپ اپنے کسی بیٹے کو عاق (علیحدہ) کردے یا جسم کے کسی بیمار عضو کو کاٹ کر الگ کردے، مزید فرماتے: انتظامی مَصالح (یعنی فوائد) کے پیشِ نظر اگرچہ یہ شرعاً مُباح ہے، لیکن میں اسے بھی اَبْغَض مُباحات (یعنی جائز مُعاملات میں سخت ناپسند باتوں) سے سمجھتا ہوں۔ (حیات حافظ ملت ص ۱۸۱)

وقت کی پابندی

حضور حافظِ ملّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وقت کے اِنتہائی پابند اور قدردان تھے، ہر کام اپنے وَقت پر کیا کرتے، مثلاً مسجدِ محلّہ میں پابندیِ وقت کے ساتھ باجماعت نَماز ادا فرماتے، تدریس کے اَوقات میں اپنی ذِمّہ داری کو بحُسن وخُوبی انجام دیتے، چُھٹی کے بعد قیام گاہ پر لوٹتے اور کھانا کھا کر کچھ دیر قَیلُولہ (یعنی دوپہر کے وقت کچھ دیر کے لیے آرام) ضَرور

فرماتے، قیلولہ کا وقت ہمیشہ یکساں رہتا، چاہے ایک وقت کا مدرسہ ہو یا دونوں وقت کا، ظُہر کے مُقرّرہ وقت پر بہر حال اُٹھ جاتے اور باجماعت نَماز ادا کرنے کے بعد اگر دوسرے وقت کا مدرسہ ہوتا تو مدرسے تشریف لے جاتے ورنہ کتابوں کا مُطالعہ فرماتے یا کسی کتاب سے درس دیتے یا پھر حاجَت مندوں کو تعویذ عطا فرماتے، شُروع شُروع میں عَصر کی نَماز کے بعد سیر و تفریح کے لیے آبادی سے باہر تشریف لے جاتے مگر اس وقت بھی طلبہ آپ کے ہمراہ ہوتے جو علمی سُوالات کرتے اور تَشَفّی بھرے جوابات پاتے، اگر کسی کی عیادت کے لیے جانا ہوتا تو اکثر عَصر کے بعد ہی جایا کرتے، قبرستان سے گزرتے ہوئے اکثر سڑک پر کھڑے ہو کر قبروں پر فاتحہ اور ایصالِ ثواب کرتے۔ مغرب کی نَماز کے بعد کھانا کھاتے اور پھر اپنے آنگن (صحن) میں چہل قدمی فرماتے، عشا کی نَماز کے بعد کتابوں کا مُطالَعہ کرتے اور ساتھ ساتھ مُقیم طلبہ کی دیکھ بھال بھی کرتے رہتے کہ وہ مُطالعہ میں مصروف ہیں یا نہیں۔ عُموماً گیارہ بجے تک سو جاتے اور تہَجُّد کے لیے آخرِ شب میں اُٹھتے، تہَجُّد پڑھنے کے بعد بھی کچھ دیر کیلئے سو جاتے، رات میں چاہے کتنی ہی دیر جاگنا پڑتا فجر کبھی قَضا نہ ہوتی۔ (حیات حافظ ملت ص۷۹ تا ۸۰ ملخصًا)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے وقت کی قدر کریں اور سُستی اُڑا کر دن بھر کے کاموں کا ایک جَدول بنائیں تاکہ ہر کام وقت پر کرنے کے عادی بن سکیں۔ اسی ضمن میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سُنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ ارشاد فرماتے ہیں: کوشش کیجئے کہ صُبح اُٹھنے کے بعد سے لے کر رات سونے تک سارے کاموں کے اوقات مقرّر ہوں، مَثَلًا اتنے بجے تہَجُّد، علمی مَشاغل، مسجِد میں تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ باجماعت نَماز، اشراق، چاشت، ناشتہ، کسبِ معاش، دوپہر کا کھانا، گھریلو

مُعاملات، شام کے مَشاغِل، اچّھی صُحبت (اگر یہ مُیَسَّر نہ ہو تو تنہائی بدرجہا بہتر ہے)، اسلامی بھائیوں سے دینی ضَروریات کے تحت ملاقات وغیرہ کے اَوقات مُتعیَّن کرلئے جائیں، جو اس کے عادی نہیں ہیں ان کے لئے ہوسکتا ہے شُروع میں کچھ دُشواری پیش آئے۔ پھر جب عادت بن جائے گی تو اس کی برکتیں خود ہی ظاہر ہو جائیں گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

سُنَّت سے مَحَبَّت

حضور حافظِ مِلّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی پوری زندگی معلّمِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرتِ پاک کا نمونہ تھی، چنانچہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سُنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب ’’نیکی کی دعوت‘‘ صَفحہ 213 پر ارشاد فرماتے ہیں: حافظِ مِلّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے ہر عمل میں سُنَّت کا بہُت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ایک بار حضرت کے دائیں پاؤں میں زَخم ہو گیا، ایک صاحِب دوا لے کر پہنچے اور کہا: حضرت! دوا حاضِر ہے۔ جاڑے (یعنی سردیوں) کا زمانہ تھا، حضرت مَوزہ پہنے ہوئے تھے، آپ نے پہلے بائیں (یعنی اُلٹے) پاؤں کا مَوزہ اُتارا، وہ صاحِب بول پڑے: حضرت! زَخم تو داہنے (یعنی سیدھے) پاؤں میں ہے! آپ نے فرمایا: بائیں (یعنی اُلٹے) پاؤں کا پہلے اُتارنا سُنّت ہے۔

ایک اور واقعہ نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: حُضُور حافظِ مِلّت کی عمر شریف 70 سال سے مُتجاوِز (زیادہ) ہو چکی تھی، ٹرین سے سفر کر رہے تھے، جس بَرتھ پر تشریف فرما تھے، اتّفاق سے اُس پر ایک ڈاکٹر صاحِب بھی بیٹھے تھے، ڈاکٹر صاحِب نے سِلسلۂ کلام شُروع کیا تو آپ کی جلالتِ عِلْمی سے بہت متأثّر ہوئے اور بار بار آپ کی طرف حیرت سے دیکھتے رہے، دورانِ گفتگو ڈاکٹر صاحِب نے تَعَجُّب کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مولانا صاحِب! میں آنکھوں کا ڈاکٹر ہوں، میں دیکھ رہا ہوں کہ اِس عمر میں

بھی آپ کی بِینائی میں کوئی فَرق نہیں، بلکہ آپ کی آنکھوں میں بچّوں کی آنکھوں جیسی چمک ہے، مجھے بتائیے کہ اس کے لئے آخر کیا چیز اِستِعمال کرتے ہیں؟ فرمایا: ڈاکٹر صاحِب! میں کوئی خاص دوا وغیرہ تو اِستِعمال نہیں کرتا، ہاں ایک عمل ہے جسے میں بِلا ناغہ کرتا ہوں، رات کو سونے کے وَقت سُنّت کے مطابِق سُرمہ اِستِعمال کرتا ہوں اور میرا یقین ہے کہ اِس عمل سے بہتر آنکھوں کے لیے دُنیا کی کوئی دَوا نہیں ہو سکتی۔

حافظِ ملّت کی سادگی اور حَیا

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زندگی نہایت سادہ اور پُر سُکون تھی کہ جو لباس زیبِ تن فرماتے وہ موٹا سوتی کپڑے کا ہوتا، کُرتا کلی دار لمبا ہوتا، پاجامہ ٹخنوں سے اوپر ہوتا، سَرِ مُبارَک پر ٹوپی ہوتی جس پر عمامہ ہر موسم میں سجا ہوتا، شیروانی بھی زیبِ تن فرمایا کرتے، چلتے وَقْت ہاتھ میں عصا ہوتا۔ راستہ چلتے تو نگاہیں جُھکا کر چلتے اور فرماتے: میں لوگوں کے عُیوب نہیں دیکھنا چاہتا۔ گھر میں ہوتے تو بھی حَیا کو ملحوظِ خاطر رکھتے، صاحبزادیاں بڑی ہوئیں تو گھر کے مخصوص کمرے میں ہی آرام فرماتے، گھر میں داخِل ہوتے وقت چھڑی زمین پر زور سے مارتے تاکہ آواز پیدا ہو اور گھر کے لوگ خبر دار ہو جائیں، غیر مَحْرَم عورتوں کو کبھی سامنے نہ آنے دیتے۔ (حیات حافظ ملت ص ۱۷۵، ۱۷۹، وغیرہ)

صرف سوکھی روٹی کھا کر پانی پی لیا

اندرونِ خانہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی سادگی اور قناعت کا یہ حال تھا کہ ایک بار آپ کی بڑی صاحبزادی نے رات کے کھانے میں آپ کے سامنے ڈَلیا (یعنی چھوٹی ٹوکری) میں روٹی رکھی اور بعد میں دال کا پیالہ لا کر قریب ہی رکھ دیا، روشنی دور اور کم تھی، لہٰذا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دال کو نہ دیکھ سکے صرف سوکھی روٹی کھا کر پانی پی لیا اور پھر کھانے کے

بعد کی دُعا پڑھنے لگے، صاحبزادی نے عرض کی: ابّا جان! آپ نے دال نہیں کھائی؟ آپ نے تعجُّب سے پوچھا: اچّھا! دال بھی ہے، میں نے سمجھا آج صرف روٹی ہی ہے۔

سُبْحٰنَ اللہ! صد ہزار آفریں حافظِ مِلّت جیسی مُبارک ہستیوں پر، جنہوں نے رِضائے الٰہی کی خاطر دُنیاوی عارضی لذّتوں ٹھکرایا اور آرائش و آسائش کو چھوڑ کر سادگی و عاجزی اختیار کی۔ اللہ پاک ان پاکیزہ ہستیوں کے صَدقے ہمیں بھی اعمالِ صالحہ پر استقامت اور ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمیشہ نگاہوں کو اپنی جھکا کر کروں خاشعانہ دعا یاالٰہی
میں مٹی کے سادہ سے برتن میں کھاؤں چٹائی کا ہو بسترا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش، ص۸۵)

حضور حافظِ ملت رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ اس حدیث مبارکہ کی عملی تصویر تھے۔ آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ بچپن ہی سے فَرائض و سُنَن کے پابند تھے اور جب سے بالغ ہوئے نَمازِ تَہَجُّد شُروع فرمادی جس پر تاحیات عمل رہا، صلوٰۃُ الاوّابین و دلائلُ الخیرات شریف وغیرہ بلاناغہ پڑھتے، یہاں تک کہ آخری ایّام میں دوسروں سے پڑھوا کر سنتے رہے، روزانہ صبح سورۂ یٰسین اور سورۂ یوسف کی تلاوت کا التزام فرماتے جبکہ جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت معمول میں شامل تھی۔ آپ فرمایا کرتے کہ عمل اتنا ہی کرو جتنا بلاناغہ کرسکو۔ (حیات حافظ ملت ص۷۹ ملخصاً)

کفایت شعاری اور سخاوت

حافظِ مِلّت رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ اپنی ذات پر خرچ کرنے کے بجائے دوسروں پر خرچ کرکے خوشی محسوس کرتے تھے، آپ کی سیرتِ مبارکہ کا مُطالعہ کرنے سے یہ حدیثِ پاک بے اختیار زَبان پر آجاتی ہے: لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ یعنی تم میں کامل ایمان والا وہ ہے جو اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۶ حدیث ۱۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جن پر حافظِ ملّت کا ابرِ کرم برسا ان کا دائرہ بہت وسیع تھا، بعدِ وصال آپ کی ڈاک والی ایک پرانی گٹھڑی ملی جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے خُطوط تھے۔ ان میں مُتعدَّد سفید پوش عُلما اور خُدّامِ دین کی ایسی تحریریں اور تشکُّر نامے (یعنی شکریہ کے خطوط، Letters) تھے جن کی حافظِ ملّت مدد فرمایا کرتے تھے۔ (حیات حافظ ملت ص ۱۸۹ ملخصًا)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! حضور حافظِ ملّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ یقیناً ایک باعمل عالمِ دین تھے مگر یہاں یہ بات یاد رکھئے کہ اگر کسی عالِم کے مستحبات ونوافل وغیرہ میں بظاہر کمی نظر آئے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ قابلِ تعظیم اور لائقِ خدمت نہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سُنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عُلَمائے کرام کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: قرآنِ عظیم نے ان سب کو انبیا عَلَیْہِمُ السَّلَام کا وارث قرار دیا حتّٰی کہ بے عمل یعنی فرائض وواجبات کی پابندی کریں مگر دیگر نیک کاموں، مُستحبّات ونَوافل میں سُستی کریں، ایسے عُلَما کو بھی وارث قرار دیا جبکہ وہ صحیح عقائد رکھتے ہوں اور سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہوں، یہ قید اس لئے ہے کہ جو عقائد میں صحیح نہیں اور دوسروں کو غَلَط عقائد کی طرف بلانے والا ہے وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے، ایسا آدمی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کا وارث نہیں شیطان کا نائب ہوتا ہے، لہٰذا صرف صحیح عقائد والا اور اس کی طرف دوسروں کو بلانے والا انبیا عَلَیْہِمُ السَّلَام کا وارث ہے اگرچہ بے عمل ہو۔ (شریعت وطریقت ص ۱۴، مکتبۃ المدینہ کراچی)

سارے سنی عالموں سے تو بنا کر رکھ سدا
کر ادب ہر ایک کا، ہو نا نہ تو ان سے جدا
مجھ کو اے عطار سنی عالموں سے پیار ہے
اِنْ شَآءَ اللہ دو جہاں میں میرا بیڑا پار ہے
(وسائلِ بخشش، ص ۶۴۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب
صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

بغیر پیٹرول کے گاڑی چل پڑی

ایک مرتبہ سفر سے واپسی پر گاڑی کا پیٹرول ختم ہو گیا، ڈرائیور نے عرض کی: اب گاڑی آگے نہیں جاسکتی، یہ سن کر دیگر رُفقا پریشان ہو گئے مگر اس وقت بھی حافظِ مِلّت رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے پُر اعتماد انداز میں فرمایا: لے چلو! گاڑی چلے گی اِنْ شَآءَ اللّٰہ، یہ فرمان سنتے ہی ڈرائیور نے چابی گھمائی تو گاڑی چل پڑی اور ایسی چلی کہ راستے بھر کہیں نہ رکی۔ (حیات حافظ ملت ص ۲۱۲ ملخصًا)

گرتی ہوئی چھت کو روک دیا

نیکی کی دعوت صَفۡحہ 213 پر آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کی ایک کرامت تحریر ہے: الجامعۃُ الاَشرَفِیّہ کے بانی مَبانی حافظِ مِلّت حضرتِ علّامہ شاہ عبدُ العزیز محدِّث مُراد آبادی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ بڑے پائے کے بُزُرگ تھے۔ سوانح نگاروں نے آپ کی کئی کرامات بیان کی ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے، جامع مسجد مبارک شاہ پہلے مختصر تھی اور بَوسیدہ بھی ہو گئی تھی، آبادی کی وُسعت کے لحاظ سے مسجِد کا وسیع ہونا بھی ضَروری تھا، بَہرحال پُرانی مسجِد شہید کرکے نئی بنیادیں بھری گئیں اور مسجِد کی توسیع کا کام شُروع ہوا۔ مبارک پور کے مسلمانوں نے بڑی دلچسپی اور لگن کے ساتھ اس تعمیر میں بھی حصّہ لیا، حضرتِ حافظِ مِلّت رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ اس کام کے بھی رہنما اور سربراہ تھے، حضرت رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے جامِع مسجِد کے لیے پوری توجُّہ اور محنت سے چندے کی فَراہمی کی، مبارک پور میں کافی جوش وخَروش تھا، غُربت کے باوُجود مسلمان اپنی دینی حَمِیّت کا پورا پورا ثُبُوت دے رہے تھے، مَردوں نے اپنی کمائی اور عورَتوں نے اپنے زیورات وغیرہ سے امداد کی۔ چھت پڑنے کے بعد حاجی محمد عمر نہایت پریشانی کے عالم میں دوڑتے ہوئے حضرت رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے پاس آئے اور کہا: حافظ صاحِب! جامع مسجِد کی چھت نیچے آرہی ہے، اب کیا ہو گا!

حاجی صاحِب یہ کہتے کہتے رو پڑے۔ حضرتِ حافظِ مِلّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فوراً اُٹھے، وضو کیا اور حاجی صاحِب کے ساتھ گھر سے باہَر نکلے اور اپنے پڑوسی خان محمد صاحِب کو ہمراہ لیا، جامِع مسجِد پہنچ کر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھتے ہوئے لکڑی کی چند بَلّیاں لگا دیں (یعنی لمبے بانس یا لکڑی کے تھم لگا دیئے)۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! چھت نہ صرف برابر اور دُرُست ہو گئی، بلکہ آج دیکھئے تو یہ پتا بھی نہ لگ سکے گا کہ کس حصّے کی چھت جُھک رہی تھی۔

حافظِ ملّت کی دینی خدمات

حضور حافظِ مِلّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک بہترین مدرّس، مصنّف، مناظِر اور منتظِمِ اعلیٰ تھے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا سب سے عظیم کارنامہ الجامعۃُ الاشرفیہ مبارک پور (ضلع اعظم گڑھ یوپی ہند) کا قیام ہے جہاں سے فارِغُ التحصیل عُلما ہند کی سَر زمین سے لے کر ایشیا، یورپ و امریکہ اورافریقہ کے مختلف ممالک میں دینِ اسلام کی سَربلندی اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروفِ عمل ہیں۔ (حیات حافظ ملت ص ۵۳۳، ملخصاً)

حافظِ ملّت شخصیت ساز تھے

آپ ایک شفیق اورمہربان باپ کی طرح طلبہ کی ضَروریات اور تعلیم وتربیَت کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت کو بھی نکھارا کرتے تھے چنانچہ، رئیسُ القلم حضرت علامہ ارشدُ القادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: استاد شاگرد کا تعلّق عام طور پر حلقۂ درس تک محدود ہوتا ہے، لیکن اپنے تلامذہ کے ساتھ حافظِ مِلّت کے تعلُّقات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ پوری درسگاہ اس کے ایک گوشے میں سماجائے، یہ انھی کے قلب و نظر کی بے اِنتہا وُسعت اور انھی کے جگر کا بے پایاں حوصلہ تھا کہ اپنے حلقہ درس میں داخِل ہونے والے طالبِ عِلْم کی بے شمار ذِمّہ داریاں وہ اپنے سَر لیتے تھے، طالبِ علم درس گاہ میں بیٹھے تو کتاب پڑھائیں، باہر رہے تو اخلاق و کردار کی نگرانی کریں، مجلسِ خاص میں شریک

ہو تو ایک عالمِ دین کے محاسن و اوصاف سے روشناس فرمائیں، بیمار پڑے تو نقوش و تعویذات سے اس کا علاج کریں، تنگدستی کا شکار ہو جائے تو مالی کفالت فرمائیں، پڑھ کر فارغ ہو تو ملازمت دلوائیں اور ملازمت کے دوران کوئی مشکل پیش آئے تو اس کی بھی عُقدہ کشائی فرمائیں، طالبِ علم کی نجی زندگی، شادی بیاہ، دُکھ سُکھ سے لے کر خاندان تک کے مسائل حل کرنے میں توجہ فرمائیں، طالبِ عِلم زیرِ درس رہے یا فارغ ہو کر چلا جائے ایک باپ کی طرح ہر حال میں سَرپرست اور کفیل رہیں، یہی ہے وہ جوہرِ مُنفرد جس نے حافظِ مِلّت کو اپنے اَقْران و مُعاصرین کے درمیان ایک معمارِ زندگی کی حیثیت سے مُمتاز اور نُمایاں کر دیا ہے۔

(حیات حافظ ملت، ص ۳۰۷، بتغیر)

آپ کی تصانیف

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تحریر و تصنیف میں بھی کامل مَہارت رکھتے تھے، آپ نے مختلف مَوضوعات پر کُتب تحریر فرمائیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: (1) مَعارفِ حدیث (احادیثِ کریمہ کا ترجمہ اور اس کی عالمانہ تشریحات کا مجموعہ) (2) اِرشادُ القرآن (3) المصبَاحُ الجدید (یہ رسالہ مکتبۃ المدینہ سے "حق و باطل میں فرق" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔) (4) اِنْباءُ الغیب (علمِ غیب کے عُنوان پر ایک اچھوتا رسالہ) (5) فرقۂ ناجیہ (ایک اِسْتِفتا کا جواب) (6) فتاویٰ عزیزیہ (ابتداءً دارُالعُلوم اشرفیہ کے دارُالافتا سے کئے گئے سوالات کے جوابات کا مجموعہ، غیر مطبوعہ) (7) حاشیہ شرح مرقات۔ (سوانح حافظ ملت ص ۴۳ ملخصًا)

حافظِ ملّت کے ملفوظات

(1) جسم کی قُوّت کے لیے ورزش اور رُوح کی قُوّت کے لیے تہجُّد ضروری ہے (2) کام کے آدمی بنو، کام ہی آدمی کو مُعزَّز بناتا ہے (3) احساسِ ذِمّہ داری سب سے قیمتی سرمایہ ہے (4) تَضْیِیعِ اوقات (وقت ضائع کرنا) سب سے بڑی مَحرومی ہے۔ (سوانح حافظ ملت ص ۴۷ تا ۶۷ ملتقطاً)

بیعت و خلافت

حافظِ مِلّت رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخُ المشائخ حضرت مولانا شاہ سَیِّد علی حسین اشرفی میاں کچھو چھوی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مُرید اور خلیفہ تھے۔ استادِ محترم صدرُ الشریعہ حضرت علّامہ مولانا امجد علی اَعْظمی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بھی آپ کو خلافت و اجازت حاصل ہوئی۔

(سوانح حافظ ملت ص ٢٢ ملخصاً)

حافظِ ملّت کا مقام عُلَمائے کرام کی نظر میں

صدرُ الشریعہ بدرُ الطریقہ مُفْتی امجد علی اَعظمی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میری زندگی میں دو ہی باذوق پڑھنے والے ملے، ایک مولوی سردار احمد (یعنی مُحدِّثِ اعظم پاکستان رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ) اور دوسرے حافظ عبد العزیز (یعنی حافظِ مِلّت مولانا شاہ عبد العزیز رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ)

(حیات حافظ ملت ص ٨٢٥)

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند علامہ مولانا مصطفٰے رضا خان رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس دُنیا سے جو لوگ چلے جاتے ہیں ان کی جگہ خالی رہتی ہے، خصوصاً مولانا عبد العزیز جیسے جلیلُ القدر عالم، مردِ مومن، مجاہد، عظیمُ المرتبت شخصیت اور ولی کی جگہ پُر ہونا بہت مشکل ہے۔

(حیات حافظ ملت ص ٨٢٤ بتغیر)

بیماری میں بھی حُقُوقُ اللہ کی پاسداری

حضور حافظِ مِلّت رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دینِ متین کی خدمت اور سُنّیت کی آبیاری کے مُقدّس جذبے کے تحت نہ دن دیکھا نہ رات، چنانچہ مسلسل کام اور بہت کم آرام کی وجہ سے آپ علیل (بیمار) ہو گئے، ڈاکٹروں نے آرام کی سخت تاکید کی مگر آپ نے درس و تدریس سے کنارہ نہ کیا۔ رَمَضان شریف میں اپنے مکان پر تشریف لے گئے مگر بیماری کے باوُجود ایک روزہ بھی تَرک نہ فرمایا، تراویح میں ختمِ قرآن فرمایا اور ہر کام اپنے وقت پر پورا فرماتے رہے۔

(حیات حافظ ملت ص ٨٠٥ ملخصاً)

وصالِ پُر ملال

31 مئی 1976ء تقریباً شام چار بجے دیکھنے والوں کو یہ اُمید ہو چلی کہ اب آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ جلد ہی صحت یاب ہو جائیں گے بلکہ رات دس بجے تک بھی آپ کی طبیعت میں کافی حد تک سُکون اور صحت یابی کے آثار دیکھے گئے مگر خلافِ اُمید آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ یکم جُمادَی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ بمطابق 31 مئی 1976ء رات گیارہ بج کر پچپن منٹ پر داعیٔ اَجَل کو لَبَّیْك کہہ (یعنی انتقال کر) گئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (حیات حافظ ملت ص ۸۰۹ ملخصاً، وغیرہ)

آپ کی آخری آرام گاہ الجامعۃُ الاشرفیہ مُبارکپور کے صحن میں "قدیم دارُ الاِقامۃ" کے مغربی جانب اور "عزیزُ المساجد" کے شمال میں واقع ہے، ہر سال اسی تاریخ وفات پر آپ کے عُرس کا اِنعقاد بھی ہوتا ہے۔ (سوانح حافظ ملت، ص ۵۸ ملتقطاً)

اللہ پاک ہمیں ان مُقدَّس ہستیوں کے نَقْشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اٰمین

فہرس

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ولادتِ باسعادت	1	حافظِ ملّت کی سادگی اور حیا	10
دادا حُضور کی پیشن گوئی	1	صرف سوکھی روٹی کھا کر پانی پی لیا	10
والد ماجد کی خواہش	2	کفایت شعاری اور سخاوت	11
حافظِ ملّت کے والدین	2	بغیر پیٹرول کے گاڑی چل پڑی	13
اِبتدائی تعلیم اور حفظِ قرآن	3	گرتی ہوئی چھت کو روک دیا	13
صدرُ الشریعہ کی شفقت	4	حافظ ملت کی دینی خدمات	14
مبارک پور میں آمد	5	حافظِ ملت شخصیت ساز تھے	14
اُستاد کا ادب	6	آپ کی تصانیف	15
کتابوں کا ادب	6	حافظ ملت کے ملفوظات	15
قرآنِ پاک کا ادب	6	بیعت وخلافت	16
طلبہ پر شفقت	7	حافظ ملت کا مقام علمائے کرام کی نظر میں	16
وقت کی پابندی	7	بیماری میں بھی حُقوقُ اللہ کی پاسداری	16
سُنَّت سے محبَّت	9	وصالِ پُر ملال	17

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نماز میں شفا ہے

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نماز پڑھ کر سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: کیا تجھے پیٹ میں درد ہے۔ عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: اٹھو اور نماز پڑھو کیونکہ نماز میں شفا ہے۔

(ابنِ ماجہ، ج4، ص98، حدیث: 3458)

978-969-722-139-4
01082101

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net